علم رسم قرآنی کا تعارف (ایک جائزہ)

Introduction of Quranic Orthography (An Overview)

سمیہ رفیق☆

Abstract

The topic is relating to introduction and historical background of Quranic Orthography. After narrating a brief introduction of Quranic Orthography (ilm-ur-rasam), I have elaborated the characteristics of Quranic Orthography in this Article. In addition, conflicting views of Muslim scholars regarding the subject are also highlighted. As Masahif-e-Usmania are basis of Quranic Orthography, the historical background and other aspects and features of these Masahif are also identified. I have also described few examples of the conflicts between Quranic orthography and Arabic calligraphy.

قرآن حکیم کی خدمت کے بیسیوں میدان اور مطالعہ قرآن کے سینکڑوں عناوین ہیں اور قرآن کریم سے متعلق یہ علمی میدان اور علمی عنوان متعدد تحریکات اور سینکڑوں تالیفات وجود میں لائے ہیں ۔ ان میں سے ایک اہم اور بنیادی میدان ''النص القرآنی'' (کلماتِ قرآن) کی مصحف میں کتابت اور اسی کتابت مصحف کے قواعد وضوابط کے بیان کا علمی عنوان ''علم الرسم'' ہے۔

رسم کا لغوی معنی

عربی زبان میں مادہ ر۔س۔م مختلف معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے جن میں سے ایک معنی ''اثر یا نشان'' کے ہیں۔اسی لئے عربی میں کہا جاتا ہے ''رسم الدار : ما کان من آثارھا لاصقا بالأرض '' زمین پر مکان کے جو اثرات باقی رہ گئے ہوں انہیں رسم کہا جاتا ہے۔اور عربی زبان میں ''رسم الغیث الدار '' کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔یعنی زمین پر بارش ختم ہونے بعد جو آثار چھوڑ یتی ہے ان آثار کو ''رسم'' کہا جاتا ہے اسی طرح ''رسم'' کے معانی

☆ لیکچرر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو یجز، ایچ۔۹، اسلام آباد، پاکستان۔

''النظر والتفرس للشیء'' کسی چیز کی چھان پھٹک کرنے کے لئے بھی آتے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے: ''ترسم الرسم : نظر الیه'' اوراسی طرح ترسمت کے معانی ہوتے ہیں: ''نظرت الی رسوم الدار'' میں نے گھر کے نشانات کا ملاحظہ غوروخوض سے کیا۔اسی طرح ''ترسمت المنزل ، ای تأملت رسمه وتفرسته''۔

اگر مادہ ر۔س۔م (علیٰ) کے ساتھ متعدی ہوتو کتابت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسے: ''رسم کذا ورشم اذا کتب''۔اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی لکھے۔ذوالرمۃ کا ایک شعرابن المنظورالإ فریقی نے اس معنی کی تائید میں پیش کیا ہے جو کہ درج ذیل ہے:

وَدِمْنَةٌ هَيَّجَتْ شَوقی مَعالِمُها كأنها بالهد ملات الرواسیم

اور زمانہ جاہلیت میں کتب کے لیے عرب ''رواسیم'' کا لفظ استعمال کرتے تھے۔اسی طرح ''ثوب مرسم'' مخطط کپڑے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔اسی طرح ''ناقةٌ رسوم'' کا لفظ اس اونٹنی کے لئے استعمال ہوتا ہے جو''تؤثر فی الأرض من شدة الوطء'' جو اپنے پاؤں کے زوردار انداز سے زمین پر اپنے قدموں کے نشانات چھوڑ دے۔

''الرسم'' سے مراد''المرسوم'' یعنی مصدر معنی اسم مفعول ہے(۱)۔اوراس کے مرادفات الخط،الکتابہ،الزبر،السطر ، الرقم،الرشم اور الہجاء وغیرہ ہیں ان میں سے قرآن کریم کی کتابت کے ضمن لفظ ''خط'' سے عموماً خطاطی اور خوشنویسی کا بیان اوراس کی تاریخ مراد لی جاتی ہے اور یہ خطاط اور مؤرخ خط کا میدان ہے۔

علم الرسم کی اصطلاحی تعریف

جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ خط کا لفظ خطاطی اور خوشنویسی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔اسی طرح ''الهجاء، الرسم'' اوراس کے مشتقات اوران پر مبنی تراکیب املاءقرآن کے اصول وقواعد کے معنوں میں ایک علم اورایک فن کے اصطلاحی نام بن چکے ہیں۔اس علم کی تعریف میں علماء کے مختلف اقوال ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

امام جعبری نے علم الرسم کی تعریف درج ذیل الفاظ میں کی ہے:

''هُو مخالفته (ای الرسم القیاسی) ، ببدل أو زیادة ، أو فصل ، أو وصل للدلالة علی ذات الحرف أو اصله أو فرعه أو رفع لبس أو نحوه''(۲)۔

''علم الرسم سے مراد، رسم قیاسی کے ساتھ رسم عثمانی کا اختلاف بیان کرنا، بدل، زیادت یا فصل اور وصل میں اس طرح کہ ان کی دلالت حرف پر ہے یا اس کے اصل اور فرع پر ہے اس طرح کہ ان میں التباس کا ڈر ختم ہوجائے''۔

امام خراز نے اس کی تعریف درج ذیل الفاظ میں کی ہے:

''**علم یعرف به مخالفات خط المصاحف العثمانية لأصول الرسم القیاسی** ''(۳)۔

''وہ علم جس کے ذریعے ہمیں مصاحف عثمانیہ کے خطوط کا رسم قیاسی کے اصولوں کے ساتھ اختلاف کا پتہ چلے''۔

ایک محقق عالم نے اس کی تعریف درج ذیل الفاظ میں کی ہے:

''**علم یُعرَف بِه مخالفة المصاحف العثمانية لأصول الرسم القیاسی** ''(۴)۔

''وہ علم جس کے ذریعے مصاحف عثمانیہ اور رسم قیاسی کے اصولوں میں اختلاف کے بارے میں جانا جائے''۔

شیخ عبدالعظیم زرقانی نے اس کی تعریف میں یوں رقمطراز ہیں:

''**الوضع الذی ارتضاه عثمان . رضی الله عنه . فی کتابة کلمات القرآن و حروفه** ''(۵)۔

''وہ وضع جس کو حضرت عثمان ۔رضی اللہ عنہ۔ نے کلمات وحروف قرآنیہ کی کتابت میں اختیار کیا''۔

ڈاکٹر سالم محیسن نے شیخ عبدالعظیم زرقانی کی ذکر کردہ تعریف کو ہی تھوڑے لفظی تغیر کے ساتھ نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

''**وَالرَّسم الإصطلاحی یُقَال له (العثمانی) مَا کتبت به الصحابة . رضوان الله. علیهم اجمعین . المصاحف**''(۶)۔

''رسم اصطلاحی کو رسم عثمانی بھی کہا جاتا ہے اوراس سے مراد وہ رسم الخط ہے جس پر صحابہ کرام نے مصاحف کو لکھا''۔

قاری رحیم بخش نے رسم الخط کی تعریف ان الفاظ میں نقل کی ہے:

''قرآنی کلمات کو حذف وزیادت اور وصل وقطع کی پابندی کے ساتھ اس شکل پر لکھنا جس پر صحابہ کا اجماع ہے اور تواتر کیساتھ نبی کریم ۔ ﷺ ۔ سے منقول ہے''(۷)۔

مذکورہ بالا تعریفات سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ:

الف۔ پہلی تعریف اس بات کی صراحت کرتی ہے کہ رسم عثمانی اور قیاسی میں مقامات اور کلمات کا اختلاف موجود ہے۔

ب۔ ڈاکٹر سالم محیسن اور قاری رحیم بخش کی تعریف میں اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ اس رسم الخط پر صحابہ کا اجماع

ہے۔اور یہ رسم الخط تواتر کے ساتھ منقول ہے۔

ج۔ ان تمام مذکورہ تعریفوں کے درمیان نزاع/اختلاف لفظی ہے اوران میں تطبیق دینا ممکن ہے۔

رسم سماعی اور رسم قیاسی یا خط اور رسم الخط کا فرق ہم درج ذیل مثالوں سے سمجھ سکتے ہیں۔

(العلمین)، (الرحمن)، (الصلحت)، (ھؤلاء) ، (من نبائ المرسلین) ان کلمات کا موجودہ خط تو رسم قرآنی کے موافق ہے کیونکہ ان میں ''الف'' لکھا ہوا نہیں ہے اور ''ھؤلاء'' میں ''واؤ'' اور ''من نبائ'' میں ''یاء'' لکھی ہوئی ہے۔اور اگر ان کو درج ذیل طریقہ سے لکھیں:

(العالمین)، (الرحمان)، (الصالحات)، (ھاألاء) ،(من نباء المرسلین) تو ان کی کتابت گو کہ تلفظ کے مطابق ہے لیکن رسم عثمانی کے بالخلاف ہے۔اسی طرح اگر ان الفاظ کو خط نسخ کی بجائے خط نستعلیق (اردو) میں لکھیں تب بھی اگر الفاظ وحروف میں کمی بیشی نہ ہو تو یہ الفاظ خط کے بدل جانے کے باوجود رسم عثمانی کے موافق ہونگے اور اگر حروف میں کمی بیشی رہ جائے تو پھر رسم عثمانی کے خلاف ہونگے چاہے خط کوئی بھی ہو۔

رسم عثمانی کی خصوصیات اور فوائد

رسم عثمانی کی خصوصیات میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ **حذف:** اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض مقامات پر جہاں الف ہونا چاہیے وہاں مصاحف عثمانیہ میں الف کو حذف کر دیا گیا ہے۔جیسے کلمہ: (یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ) میں حرف یاء پر اور اسی طرح کلمہ: (ھٰٓاَنْتُم)
میں ہائے تنبیہ پر الف پڑھا جاتا ہے۔مگر رسم الخط میں تحریر نہیں۔اسی طرح واؤ، لام، یاء اور حذف بدون قاعدہ بھی۔حذف کی مختلف اشکال ہیں۔

۲۔ **زیادت:** زیادت کا مطلب رسم الخط میں کسی کلمہ کا اضافہ کرنا ہے مثلاً کلماتِ قرآنیہ میں ہر اس واؤ کے بعد الف کا اضافہ کر دیا جاتا ہے جو صیغہ جمع کے بعد واقع ہو یا حکماً جمع ہو۔مثلاً: **(مُلاقوا رَبِّھم ، بنوا اسرائیل ، اولو الألباب)**۔

۳۔ **ابدال:** عربی میں بعض الفاظ کو قاعدہ تفخیم کے مدنظر ان کی اصل کی بجائے ان کو واؤ سے لکھا جاتا ہے تا کہ ان کے لئے خاص احترام کا اظہار ہو سکے جیسے **(الصلاۃ ، الزکاۃ ، الحیاۃ)** کو **(الصلوٰۃ ، الزکوٰۃ، الحیوٰۃ)** کے انداز میں تحریر کیا گیا ہے۔

۴۔ **فصل:** اس سے مراد یہ ہے کہ دو متجانس حروف کو الگ الگ لکھا جائے۔

۵۔ **وصل:** اس کا مطلب یہ ہے کہ حرف ''ان'' مفتوحہ کو حرف ''لاء'' کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے۔ جبکہ حرف ''لاء'' اس کے بعد واقع ہو۔ اسی طرح حرف (مِنْ وَعَنْ) کو (ما) کے ساتھ ملا کر پڑھنا چاہیے۔ جبکہ ان کے بعد حرف ''ما'' مذکور ہو(۸)۔

علم رسم قرآنی کا موضوع

مصاحفِ عثمانیہ کے حروف کا مطالعہ اور اس کی مختلف خصوصیات (حذف، زیادت، فصل اور وصل) وغیرہ(۹)۔

علم رسم قرآنی کی غرض وغایت

اس کی غرض وغایت یہ ہے کہ جو قراءات رسم مصحف کے موافق ہیں انہیں قبول کیا جائے اور جو اس کے مخالف ہیں انہیں رد کیا جائے(۱۰)۔

علم رسم قرآنی کے فوائد

علم رسم قرآنی کے بہت زیادہ فوائد ہیں۔ ان میں چند اہم درج ذیل ہیں:

الف۔ رسم عثمانی میں مختلف قراءات کا لحاظ رکھتے ہوئے کلمات وحروف کی کتابت کی گئی ہے اگر ایک کلمہ میں ایک سے زیادہ قراءات ہوں تو وہ ساری قراءات اس کلمہ کی کتابت سے سمجھ میں آسکیں۔ مثلاً درج ذیل آیت میں ملاحظہ ہو:

﴿إن هٰذَانِ لَسَاحِرَانِ﴾

آیت مذکورہ بالا کو مصحف عثمانی میں یوں لکھا گیا ہے:

(ان هدں لساحراں)(۱۱)

بغیر نقط اور اعراب اور بلا تشدید وجزم کے لکھا گیا ہے۔ یہ رسم الخط اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ کلمہ درج ذیل چار طریقوں سے پڑھا گیا ہے اور وہ چاروں قراءات صحیحہ ہیں:

ا۔ امام نافع اور ان کے تلامیذ کی قراءت: نون ''انَّ'' کے تشدید اور ''ہذان'' کے تخفیف کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

۲۔ امام حفص کی قراءت: وہ تخفیف نون ''ان'' اور ''ہٰذان'' کو الف کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

۳۔ امام اَبی عمرو کی قراءت: وہ انّ کے نون کو تشدید کے ساتھ اور ''یا'' اور تخفیف نون کے ساتھ ''هذين''، پڑھتے ہیں۔

۴۔ امام ابن کثیر کی قراءت وہ ''ان'' کے نون کو تخفیفاً اور ''ہٰذان'' کے نون کو تشدید کے ساتھ پڑھتے ہیں (۱۲)۔

ب۔ بعض لغات فصیحہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے بعض کلمات کو رسم قیاسی کے خلاف لکھا گیا ہے۔ مثلاً ھاء تانیث کو بعض مقامات پر تاے مفتوحہ لکھا گیا ہے اور یہ بنی طے کی لغت ہے۔ مثلاً الرحمۃ، اس کلمہ کو پورے قرآن کریم میں ھاء تانیث ہی کی طرح لکھا گیا ہے سوائے سات مقامات کے اور یہ مقامات، بقرۃ، اعراف، ہود، مریم، روم اور زخرف میں ہیں۔ ان مقامات میں اس کو تائے مفتوحہ لکھا گیا ہے۔ مثلا درج ذیل آیت کریمہ میں ملاحظہ ہو:

﴿اُولٰئِکَ یَرْجُونَ رَحْمَتَ اللّٰه﴾ (۱۳)۔

اس آیت مبارکہ میں ''الرحمۃ'' تائے مفتوحہ یا تائے طویلہ سے لکھا گیا ہے (۱۴)۔ اسی طرح ان کلمات ''النعمة''، ''آلسنة''، ''المرأة'' اور ''الكلمة'' وغیرہ کو بھی بعض مقامات پر تائے طویلہ سے لکھا گیا ہے۔

ج۔ بعض کلمات کو قطع و وصل کے ساتھ لکھ کر مختلف معانی پر دلالت کی گئی ہے۔ مثلاً کلمہ ''ام من'' کو پورے مصحفِ عثمانی میں ملا کر لکھا گیا ہے۔ جبکہ چار مقامات میں الگ الگ دونوں کلمات کو لکھا گیا ہے اور قطع و وصل دونوں کے معانی مختلف ہوتے ہیں مثلاً اس آیت میں ملاحظہ کیجیے:

﴿أَمْ مَّنْ یَّکُوْنَ عَلَیْهِمْ وَکِیْلاً﴾ (۱۵)۔

اور دوسری آیت ﴿اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ﴾ (۱۶)۔

پہلی آیت کریمہ میں چونکہ دونوں کلمات کو الگ الگ لکھا گیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ لفظ ''ام'' ام منقطعہ ہے جو کہ ''بل'' کے معنی میں ہے۔ اور دوسری آیت میں چونکہ ونوں کو ملا کر لکھا گیا ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ ''ام'' دوسری آیت میں ام منقطعہ نہیں ہے (۱۷)۔

الف۔ بعض اوقات رسم الخط میں ''یا'' یا ''واؤ'' کے اضافہ کے ساتھ بعض الفاظ کو لکھا گیا ہے۔ اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ کلمہ کی اصل حرکت َ۔ ِ۔ ُ کا علم ہو۔ مثلا ُ کے لئے ''واؤ'' لکھا گیا مثلاً درج ذیل آیت کریمہ میں ملاحظہ

ہو:

﴿سَاُورِیْکُمْ دَارَ الْفَاسِقِیْنَ﴾(۱۸)۔

اوراسی طرح کسرہ کے لئے''یاء'' کے اضافے کے لئے درج ذیل آیت کریمہ بطورِ مثال ملاحظہ ہو:

﴿وَایْتَائِی ذِیْ الْقُرْبیٰ﴾(۱۹)۔

اسی طرح بہت سے کلمات میں حروف حروف اصلیہ سے تبدیل ہوجاتے ہیں مثلاً''الصلاۃ''،''الزکاۃ''کوقرآن حکیم میں واو کے ساتھ''الصلوٰۃ''اور''الزکوٰۃ'' لکھا گیا ہے(۲۰) تاکہ اس بات کا علم ہوجائے کہ ان کلمات میں الف واوَ سے تبدیل ہوکر آیا ہے۔

و۔ قرآن حکیم کو رسم عثمانی کے مطابق لکھے جانے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس طرح قرآن حکیم تحریف وتبدیل سے محفوظ ہوگیا ہے۔ جبکہ اس سے پہلی آسمانی کتابیں اس سے محفوظ نہ رہ سکیں۔

ھ۔ رسم عثمانی کے رسم قیاسی کے خلاف ہونے کی وجہ سے قرآن حکیم کی تلاوت وقراءت سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی رہی ہے اوراس کوصرف خود سے پڑھنے پر اکتفا نہیں کیا گیا۔

علمائے امت کے نزدیک صرف مصاحف پر اکتفا کرنا جائز نہیں بلکہ کسی ثقہ حافظ سے اداء تسلسل اوراس کا تثبت ضروری ہے جیسا کہ سورتوں کی ابتداء میں فواتح سوریا حروف مقطعات(کھیعص، حم عسق، طسم) وغیرہ ہر شخص ان کی صحیح ادائیگی صرف قرآن حکیم کو دیکھ کر نہیں کرسکتا، بلکہ اس کی ادائیگی کے لئے استاد کی ضرورت ہوگی۔ قرآن حکیم کے سینہ بہ سینہ منتقل ہونے کی وجہ سے قرآنِ حکیم کی یہ بھی خاصیت ہے کہ اس کی سند نبی کریم ﷺ تک متصل ہے اور یہ صرف امت اسلامیہ کی خصوصیات میں سے ہے جن کی وجہ سے وہ باقی تمام امتوں سے ممتاز ہے(۲۱)۔

رسم عثمانی کے توقیفی اورعدم توقیفی ہونے کے بارے میں علماء کی تین آراء ہیں:

ا۔ جس طرح قرآن حکیم توقیفی اور من جانب اللہ ہے اور جس طرح روؤس الآیات اور تمام سورتوں کی ترتیب بھی بالاجماع توقیفی ہے اسی طرح جمہور محققین کے نزدیک کلمات قرآنی کے رسمی اوضاع بھی توقیفی ہیں۔ ان محققین میں علامہ شاطبی سرفہرست ہیں ان کا قول ہے کہ:

وکل ما فیه مشهود بسنته

ولم یُصَب من أضاف الوهم والغیرا(۲۲)۔

''قرآن مجید میں جس قدر اوضاع ہیں وہ سب آنحضرت ﷺ کے حکم وسنت سے ثابت شدہ ہیں اس شخص

نے درست بات نہیں کہی جس نے اس رسم کو وہم وتغیر کی طرف منسوب کیا ہے‘‘۔

برہان الدین ابراہیم بن عمر جعبری اپنی تصنیف روضۃ الطرائف فی رسم المصاحف فی شرح العقیلۃ میں یوں رقمطراز ہیں:

’’رسم المصاحف توقیفی وواجب الإتباع بالإجماع وهو مذهب الأئمة الأربعة‘‘(۲۳)۔

’’رسم مصاحف توقیفی ہے اور بالإجماع اس کا اتباع واجب ہے اور یہی ائمہ اربعہ کا مذہب بھی ہے‘‘

رسم مصاحف کے توقیفی ہونے اور اس کے واجب الإتباع ہونے میں علماء کے دلائل کافی زیادہ ہیں۔ان تمام کے احاطہ کے لئے یہ مختصر تحریر ناکافی ہے۔

۲۔ رسم مصاحف کے بارے میں دوسری رائے یہ ہے کہ یہ رسم اصطلاحی ہے توقیفی نہیں۔سب سے پہلے قاضی ابوبکر الباقلانی (۲۴) نے اس رائے کی تائید کی اور ان کے بعد آنے والے علماء میں ابن خلدون ، شیخ احمد بن محمد الدمیاطی (۲۵)اور دیگر علماء شامل ہیں۔

اس قول کے قائلین کے نزدیک چونکہ رسم عثمانی اصطلاحی ہے توقیفی نہیں لہٰذا اس کی مخالفت جائز ہے۔اور جدید رسم املائی میں قرآن حکیم کی کتابت درست ہے(۲۶)۔

۳۔ تیسری رائے علامہ زرکشی (۲۷)اور عزبن عبدالسلام (۲۸)اور ان کے ہم خیال علماء کی ہے جن کے نزدیک رسم قرآنی توقیفی نہیں ہے لہٰذا عامۃ الناس کے لئے مصاحف کی کتابت انہیں معروف اوضاع واصطلاحات پر کی جانی چاہیے جو ان کے یہاں معروف ومتداول ہیں اور رسم عثمانی پر نہ کی جائے تاکہ جاہل لوگوں میں تلاوت غلط تلفظ میں شائع نہ ہوسکے۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ رسم عثمانی کی محافظت بھی کی جائے اور علمائے رسم کی خاطر رسم عثمانی میں بھی مصاحف تیار کئے جائیں(۲۹)۔

علم الرسم کی تاریخ کا ایک مختصر جائزہ

عربی زبان میں لکھائی کے لئے متعدد الفاظ ہم معنی استعمال ہوتے ہیں مثلاً **الکتابة ، الخط ، الزبر ، السطر، الرقم ، الرشم ، الرسم ، الهجاء** وغیرہ۔ان میں سے قرآن کریم کی کتابت کے لئے لفظ خط سے خطاطی اور خوشنویسی اور اس کی تاریخ مراد لی جاتی ہے۔اور یہ خطاطی کا میدان ہے۔جبکہ ’’الہجاء‘‘اور ’’الرسم‘‘ اور اس کے مشتقات اور ان پر مبنی تراکیب ایک خاص فن کی اصطلاح ہیں۔گزشتہ ادوار میں اس علم کے لئے مختلف الفاظ استعمال کیے جاتے رہے

ہیں۔سب سے پہلے کتابت یا خط، پھر آگے چل کر مختلف عوامل کی بناء پر لفظ ''ہجاء'' کا استعمال شروع ہوا۔اس کے بعد ''ہجاء المصاحف'' یا ''ہجاء مصاحف الأمصار''، ''ہجاء التنزیل'' وغیرہ۔لفظ ہجاء کے لفظی معنی ہیں حرفوں کے ناموں کی ابتدائی آوازوں سے لفظ بنانا مثلاً بکر کا ہجاء (ب۔ک۔ر) ہے۔اس طرح ہجاء المصاحف کا مطلب ہوا قرآن کے لفظوں کو لکھنے کے لئے ان کے حرفوں کو ترتیب وار گن کر باہم جوڑنے کا طریقہ یا اس کے قواعد۔پانچویں صدی ہجری میں لفظ ''الرسم'' اور ''مرسوم'' کا استعمال شروع ہوا۔مثلاً ''رسم المصحف'' یا ''رسم مصاحف الأمصار''، ''مرسوم المصاحف'' یا ''الرسم المصحفی'' لکھا ہے (۳۰)۔

قلقشندی نے اسے ''المصطلح الرسمی'' اور ''الاصطلاح السّلفی'' لکھا ہے (۳۱)۔گیارھویں بارھویں صدی ہجری سے رسم کے ساتھ حضرت عثمانؓ یا ان کی طرف سے منسوب مصاحف کا نام زیادہ استعمال ہونے لگا۔مثلاً ''رسم المصاحف العثمانیہ'' و ''رسوم مصاحف عثمان'' و ''رسم المصحف الامام'' اور ''الرسم العثمانی'' وغیرہ۔اور اس کے لئے جدید اور جامع اصطلاح ''علم الرسم'' یا ''الرسم'' اختیار کی جارہی ہے۔

اگر ہم علم الرسم کی مذکورہ تعریفات کا جائزہ لیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ علم الرسم کی بنیاد مصاحفِ عثمانیہ ہیں اس لئے علم الرسم اور مصاحف کے بارے میں چند امور کا جاننا ضروری ہے۔

۱۔ مصاحف کی تیاری میں سب سے اہم کام حضرت زید بن ثابتؓ کا تھا۔حضرت زید بن ثابت نے ہی عہد نبویؐ میں کتابت قرآن کا فریضہ سرانجام دیا تھا اور جب مصاحفِ عثمانیہ کی کتابت پہلے دور صدیقی میں اور اس کے بعد دور عثمانی میں ہوئی تو اس وقت بھی انہوں نے ہی یہ فریضہ سرانجام دیا تھا اور دور عثمانی میں جب مصاحف کی کتابت ہوئی وہ ۲۵ھ یا ۳۰ھ تھا یعنی نبی کریم ﷺ کی وفات سے ۱۵ تا ۲۰ سال کے اندر اندر اور غار حرا میں پہلی وحی کے نزول سے پچاس سال سے بھی کم عرصے میں سرانجام دیا جاچکا تھا۔اس سے ثابت ہوا کہ حضرت زید بن ثابت یا ان کے ساتھ کام کرنے والی کمیٹی کے دوسرے ارکان نے مصاحف عثمانیہ کی کتابت اسی طریق املاء کے مطابق کی جو اس وقت حجاز خصوصاً مدینہ منورہ میں رائج تھا۔اور یہ طریق املاء یقیناً عہد نبوی میں رائج خط اور املاء سے مختلف نہیں تھا۔

۲۔ مصاحفِ عثمانیہ نقط اور اعجام سے خالی تھے۔اسی لئے ہر نسخہ کے ساتھ پڑھانے والا ایک مستند قاری بھی بھیجا گیا تھا اور ہر پڑھنے والے استاد سے تلقی اور مصاحف عثمانیہ میں سے کسی ایک مصحف کی ہو بہو نقل پر اکتفا کیا تھا۔اور مصاحف عثمانیہ کی اس ہو بہو نقل ہی کو رسم عثمانی کا التزام کہا جاتا ہے (۳۲)۔

۳۔مصاحف عثمانیہ کی یہ تعداد چار سے آٹھ بیان کی گئی ہے۔دو نسخے مدینہ منورہ میں رہے۔ایک پبلک کے

لئے مسجد نبوی میں رکھا گیا (۳۳)۔ اور ایک حضرت عثمانؓ کی ذاتی نگرانی میں رہا جسے ''مصحف الامام'' کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مکہ مکرمہ، کوفہ، بصرہ اور دمشق ایک ایک نسخہ بھیجا گیا۔ انہی مصاحف عثمانیہ کے ایک ایک حرف اور ایک ایک لفظ کا تنقیدی اور تقابلی مطالعہ کر کے علم الرسم کی بنیاد رکھی گئی۔ ان میں سے مکہ، مدینہ منورہ، کوفہ، بصرہ، دمشق کے مصاحف کا ذکر علم الرسم کی کتب میں کیا جاتا ہے۔

۴۔ صحابہ نے مصاحف کی کتابت اپنے زمانے میں رائج طریقہ املاء کے مطابق ہی کی تھی، اس زمانے میں یہی طریق املاء رائج تھا اور یہی طریقہ تابعین بلکہ تبع تابعین کے دور تک جاری رہا (۳۴)۔ اس طرح کہ قرآنی املاء اور عام عربی املاء میں کوئی فرق نہ ہوتا تھا۔

۵۔ جب املاء قیاسی کی اصلاح ہوئی اور صرفی ونحوی قواعد کی روشنی میں اس میں اصلاحات وضع کی گئیں تو اس ارتقاء کے نتیجے میں رسم قیاسی میں تغیر رونما ہوا (۳۵)۔ تاہم رسم قرآنی کو ان قواعد کے تحت لانے کو قبول نہیں کیا گیا اور قرآن کریم کی کتابت بدستور نقل بمطابق اصل برقرار رکھی گئی۔ رسم عثمانی کے اتباع کو برقرار رکھنے کی چند ایک وجوہات درج ذیل ہیں:

۱۔ لوگوں میں اس کے متعلق تبرک اور تقدس پیدا ہو گیا تھا (۳۶)۔

۲۔ کاتبین مصاحف اس کے طریقے سے مانوس ہو گئے تھے۔

۳۔ مصحف کی کتابت میں چونکہ ہو بہو نقل پر انحصار کیا جاتا تھا۔ لہٰذا رسم سے انحراف کا سوال کم ہی نکلتا تھا۔

اس طرح علمائے علم رسم اپنی کتب میں رسم قیاسی اور رسم اصطلاحی (عثمانی) میں اختلاف کا ذکر اپنی کتب میں کرنے لگے۔ جبکہ اس کے ساتھ ساتھ علاقائی مصاحف کے اختلافات (بعض کلمات کے رسم میں باہمی اختلاف) کا بھی ذکر کرنے لگے۔ ذیل میں رسم قیاسی اور رسم عثمانی کے اختلاف کی چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں:

رسم قرآنی	رسم قیاسی
آلئٰن	الآن
ایی	ایّایَ
العلمٰؤُ	اَلْعلماء
جِایءَ	جیءَ
لشَایْءٍ	لِشَیْءٍ

حواشی وحوالہ جات

۱۔ افریقی ،ابن المنظور،محمد بن مکرم بن علی بن احمد الأ نصاری،المعروف بابن المنظور، لسان العرب ، ط:۱۹۸۸ء، دار احیاء التراث العربی، بیروت،لبنان،ج:۵،ص:۲۱۵۔

۲۔ جعبری، برہان الدین ابراہیم بن عمر، خمیلة ارباب المراصد،ص:۵۔

۳۔ خراز،دلیل الحیران شرح مورد الظمآن فی علم رسم القرآن،ص:۴۰۔

۴۔ ابوزیتحار،لطائف البیان،ص:۱۴،۱۵۔

۵۔ زرقانی،عبدالعظیم الشیخ۔مناهل العرفان فی علوم القرآن ۔طبعة ثانية ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸م،دار احیاالتراث العربی بیروت،لبنان، ج:۱،ص:۲۵۹۔

۶۔ سالم محیسن، الفتح الربانی فی علاقة القراء ات بالرسم العثمانی،ص:۲۰۱۔

۷۔ رحیم بخش(قاری) الخط العثمانی فی الرسم القرآنی،ادارہ نشر واشاعت اسلامیہ،حسین آگاہی،ملتان،ص:۶۔

۸۔ دانی،أبوعمرو عثمان بن سعید الإ مام۔ المقنع فی رسم مصاحف الأمصار، تحقیق محمد صادق قمحاوی۔مکتبہ الکلیات الأ زہریة القاہرة،ص:۲۵۔

۹۔ تھانوی،اظہار احمد، ایضاح المقاصد ، شرح عقیلة اتراب القصائد،ص:۶۔

۱۰۔ دلیل الحیران علی مورد الظمآن،ص:۳۲۔

۱۱۔ سورۃ طٰہٰ،۲۰: ۶۳۔

۱۲۔ دمیاطی،احمد بن محمد البناء، اتحاف فضلاء البشر فی القراء ات الأربعة عشر ، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ص: ۳۸۴۔

۱۳۔ سورۃ البقرۃ، ۲: ۲۱۸۔

۱۴۔ دانی،أبوعمرو عثمان بن سعید الإ مام، المقنع فی رسم مصاحف الأمصار،ص:۸۳،۸۴۔

۱۵۔ سورۃ النساء، ۴:۱۰۹۔

۱۶۔ سورۃ الملک،۶۷: ۲۲۔

۱۷۔ دانی، المقنع،ص:۷۶۔

۱۸۔ سورۃ الاعراف،۷: ۱۴۵۔

۱۹۔ سورۃ النحل، ۱۶: ۹۰، المقنع فی رسم مصاحف الأمصار،ص:۵۳۔

۲۰۔ المقنع ،ص:۷۷۔

۲۱۔ تفصیل کے لئے دیکھئے، مناهل العرفان فی علوم القرآن،ج:۱،ص:۲۶۴،۲۶۵۔

۲۲۔ الشاطبی،عقیلۃ اتراب القصائد،ص:۴۵۔

۲۳۔ الجعبری، روضۃ الطرائف ،ص:۸۔

۲۴۔ تفصیل کے لئے دیکھئے قاضی ابوبکر کی کتاب ''الانتصار بحواله دلیل الحیران، ص:۳۳۔

۲۵۔ شیخ دمیاطی،اتحاف فضلاء البشر،ص:۱۰ملاحظہ کیجیے۔

۲۶۔ دلیل الحیران،ص:۳۳۔

۲۷۔ زرکشی،البرهان فی علوم القرآن،ج:۱،ص:۲۴۔

۲۸۔ نقلاً عن تاریخ المصحف الشریف لعبدالفتاح القاضی،ص:۳۵۔

۲۹۔ زرقانی،مناهل العرفان،ص:۳۷۸،ج:۱اور تاریخ المصحف الشریف،ص:۴۹۔

۳۰۔ ابن خلدون،مقدمہ ابن خلدون،ص:۴۵۔

۳۱۔ قلقشندی، صبح الأعشی فی کتاب الإنشاء،دارالکتب العربیۃ،القاہرۃ، ج:۳، ص:۱۵۔

۳۲۔ سخاوی،علم الدین، الوسیلۃ الی کشف العقیلۃ،ص:۶۱۔

۳۳۔ ابن الندیم، الفهرست،ص:۶۰۔

۳۴۔ قاضی،عبد الفتاح ، تاریخ المصحف الشریف،ص:۴۰۔

۳۵۔ مجلۃ کلیۃ القرآن الکریم والدراسات الإسلامیۃ(بالجامعۃ الإسلامیۃ،المدینۃ المنورۃ)العدد الاول۱۴۰۲/۱۴۰۲ھ۔

۳۶۔ أیضا۔